عورتوں کی مخلوط امامت صلوٰۃ پر سیدۃ اُم ورقہؓ کی روایت سے استدلال کا علمی جائزہ

Leading of Paryers by a Woman: Analysis of the Argument based on Ummi Waraqah's Report

* ڈاکٹر محمد طاہر

** ڈاکٹر اظہار خان

Abstract

The status of Co-leading in prayers of male and female in Islam is a debatable issue nowadays. Dr. Amina wadoud an American Muslim scholar, famous for having the first feminist approach towards interpretation of the Qur'ān (!) is in favour of it. She has quoted a riwayāh of Ummi Waraqah (may Allah be pleased with her), a companion of Rasūlullāh (PBUH) that the Prophet (PBUH) had permitted her to Lead the prayers in her Home. Thus Dr. Amina practically adopted this riwāyah and led the prayer of Jumu'ah in New york. The present paper critically investigates the status of this riwāyah and the stance of Dr. Amina based on it.

Keywords: Ummi Waraqah bint Nowfal, Amina Wadoud, Judgement about leading of Prayers (Ṣalāt) by a Female.

آج کل دینی حلقوں میں عورت کی امامتِ صلوٰۃ کا مسئلہ زیر نظر و بحث ہے۔اس کا اصل نکتہ یہ ہے کہ آیا عورت، مرد اور عورتوں کی مخلوط جماعت کی امامت شرعاً کر سکتی ہے ؟ آیا نبی کریم ﷺ کے دور میں عورت کو امامت کی اجازت تھی ؟ اس بحث کے پس منظر میں نیویارک میں رونما ہونے والا وہ واقعہ ہے جس میں ڈاکٹر امینہ ودود نامی خاتون نے ایک چرچ میں مرد اور عورتوں کی مخلوط امامت کی صورت میں جمعہ کی نماز پڑھائی۔ جو اس نوعیت کے اعتبار سے پہلا واقعہ ہے۔

ڈاکٹر امینہ ودود صاحبہ کا تعلق امریکا سے ہے۔ آپ ۵ ستمبر ۱۹۵۲ء کو پیدا ہوئی۔ اپنا نام مارے ٹیسلے تھا۔ ۱۹۷۴ء میں اسلام قبول کرنے کے بعد دنیا میں امینہ دودو کے نام سے شہرت پائی۔ ابتداء آپ سائنس کی طالبہ تھیں۔ ۱۹۷۵ء میں سائنس میں بیچلر کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد اپنا تعلیمی میدان تبدیل کر کے اسلام کا مطالعہ شروع کیا۔ ۱۹۸۸ء میں یونیورسٹی آف پینسلونیا سے اسلامک و عربیک سٹڈیز میں پی ایچ ڈی کر لی، کچھ عرصہ مصر میں زیر تعلیم رہیں۔ آپ نے عورتوں کے حقوق کے حوالے سے کافی کام کیا اور آخر کار عورتوں کی مخلوط جماعت کرانے پر دنیا میں مشہور ہوئیں[1]۔

عورتوں کی مخلوط امامت کرانے پر ڈاکٹر صاحبہ کا استدلال سیدہ اُم ورقہ بنت نوفلؓ کی روایت سے ہے۔ سیدہ اُم ورقہ بنت نوفلؓ انصاریہ نبی کریم ﷺ کی اُن صحابیات میں سے ہیں جنہوں نے قرآن پڑھا تھا۔ آپؓ نے ایک مرتبہ آپ ﷺ سے جہاد پر جانے کی اجازت طلب کی تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے گھر میں اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کرو، اللہ تعالیٰ تمہیں شہادت کا درجہ عطا فرمائے گا۔[2] اس روایت کو امام ابو داودؒ[3] نے اپنی سنن میں نقل کیا ہے۔ پوری روایت کچھ یوں ہے:

---

* اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

** اسسٹنٹ پروفیسر، شعبۂ علوم اسلامیہ، عبد الولی خان یونیورسٹی، مردان

"اُم ورقہ بنت نوفلؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ بدر کے لئے تشریف لے جا رہے تھے، تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ مجھے بھی اپنے ساتھ اس غزوہ میں جانے کی اجازت دیجئے، میں آپ کے مریضوں کی تیمارداری کروں گی، شاید اللہ تعالیٰ مجھے شہادت کی موت عطا فرمادے! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے گھر ہی میں بیٹھی رہو یقیناً اللہ تم کو شہادت کی موت دے گا۔ راوی عبد الرحمٰن بن خلاد[4] کا بیان ہے کہ اس بشارت کی وجہ سے لوگ آپؓ کو شہیدہ کہتے تھے اور وہ کہتے ہیں کہ اس خاتون نے قرآن پڑھا تھا، تو آپؓ نے نبی کریم ﷺ سے اپنے گھر میں ایک مؤذن مقرر کرنے کی اجازت طلب کی، چنانچہ آپ ﷺ نے اس صحابیہ کو اجازت دے دی، راوی کہتے ہیں کہ اس کا ایک مدبر غلام اور ایک لونڈی تھی، یہ دونوں رات کی اندھیرے میں اُٹھے اور ایک چادر سے اس کا گلا گھونٹ ڈالا، صبح سیدنا عمر فاروقؓ لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا کہ جس کو بھی ان دونوں قاتلوں کا علم ہو، تو پکڑ کر میرے پاس لے آئے، چنانچہ جب ان کو حاضر کیا گیا تو امیر المؤمنینؓ نے ان دونوں کو سولی پر لٹکا دیا۔ راوی کہتے ہیں کہ مدینہ میں یہ پہلے قاتل تھے جن کو سولی پر لٹکایا گیا تھا"[5]۔

سنن ابی داود کی دوسری سند میں یہ الفاظ بھی آئے ہیں:

"**وکان رسول الله صلى الله عليه وسلم يزورها في بيتها وجعل لها مؤذنا يؤذن لها، وأمرها أن تؤم أهل دارها، قال عبد الرحمن: فأنا رأيت مؤذنها شيخا كبيرا**"[6]

"آپ ﷺ ان کی زیارت کرنے کے لئے ان کی گھر تشریف لے جاتے تھے، اور آپ نے ان کے لئے ایک مؤذن مقرر فرمایا تھا جو اس کے لیے اذن دیا کرتا تھا، اور آپ نے اس خاتون کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے گھر والوں کی امامت کرایا کریں، عبد الرحمن کہتے ہیں کہ میں نے اس کا مؤذن دیکھا تھا جو ایک بوڑھا شخص تھا"۔

عورتوں کی اقتداء میں مخلوط جماعت کے جواز کے قائلین اس حدیث سے استدلال کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اُم ورقہؓ کو اپنے محلے کی مسجد کا امام مقرر کیا تھا، تو معلوم ہوا کہ عورت مردوں کی امامت بغیر کسی کراہت کے کراسکتی ہے اور اس بات کو ڈاکٹر محمد حمید اللہ مرحوم[7] نے بھی ایک سوال کے جواب میں دہرایا ہے کہ رسول ﷺ نے اُم ورقہؓ کو ان کے محلے کی مسجد کی امامت پر مأمور فرمایا تھا جیسا کہ سنن ابو داود اور مسند احمد میں مذکور ہے اور یہ بھی کہ ان کے پیچھے مرد بھی نماز پڑھتے تھے اور ان کا مؤذن ایک مرد تھا۔[8] اگرچہ ڈاکٹر مرحومؒ نے یہ ایک استثنائی حکم قرار دیتے ہوئے کہا ہے اور یہ حکم اُم ورقہ کے ساتھ مخصوص تھا۔ لیکن جب تحقیق کی گئی تو ان میں سے کوئی بات بھی صحیح اور مرفوع حدیث کی عبارت سے ثابت نہیں ہوئی، بلکہ جمہور علماء کا اجماع ہے کہ مرد کی نماز کسی بھی حالت میں عورت کی اقتدا میں جائز نہیں ہے[9]۔ سیدہ اُم ورقہؓ کی روایت کی تحقیق کرتے وقت بندہ کو یک سو اُنہتر [۱۶۹] کتب حدیث کی ورق گردانی کرنی پڑی اور ان سے صرف پندرہ [۱۵] کتابوں میں مجھے یہ روایت ملی ہے، جن کی تفصیل یہ ہے، اس کو ابو بکر بن ابی شیبۃ [وفات ۲۳۵ھ] نے "المصنف" میں، اسحاق بن راھویہؒ [وفات ۲۳۸ھ] نے "مسند" میں، امام احمدؒ [وفات ۲۴۱ھ] نے "مسند" میں، ابو داودؒ [وفات ۲۷۵ھ] نے "سنن" میں، ابن ابی عاصمؒ [وفات ۲۸۷ھ] نے "الآحاد والمثانی" میں، محمد بن نصر المروزیؒ [وفات ۲۹۴ھ] نے "مختصر قیام اللیل" میں، ابن الجارود [وفات ۳۰۷ھ] نے "المنتقی" میں، ابن خزیمہؒ [وفات ۳۱۱ھ] نے "صحیح" میں، طبرانیؒ [وفات ۳۶۰ھ] نے "المعجم الکبیر" میں، دار قطنیؒ [وفات ۳۸۵ھ] نے "سنن" میں اور

حاکمؒ[وفات ۴۰۵ھ] نے "مستدرک" میں، ابو نُعیمؒ[وفات ۴۳۰ھ] نے "حلیۃ الاولیاء" میں اور ابو بکر البیہقیؒ [وفات ۴۵۸ھ] نے "سنن کبریٰ و سنن صغیر و معرفۃ السنن" میں بیان کی ہے۔

مولانا گوہر رحمن صاحب[10] نے ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کے اس رائے پر کہ سیدہ اُم ورقہؓ اپنے محلے کی مسجد میں مردوں کی بھی امام تھی، کے حوالے سے بہت اچھی تحقیق کرکے اسے رد کیا ہے، لیکن مولانا صاحب کا یہ کہنا کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے لیکچر میں پہلی بات یہ کہی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ام ورقہؓ کو اپنے محلے کی مسجد کا امام مقرر کیا تھا، مگر حدیث میں مسجد کا ذکر نہیں ہے،[11] یہ خطا ہے، کیونکہ محدث ابن ابی عاصمؒ[وفات ۲۸۷ھ] نے اس روایت کے ساتھ یہ اضافہ بھی نقل کیا ہے:

"فاستأذنت النبي صلى الله عليه وسلم في أن تبني مسجدا في دارها فأذن لها أن تبني موضعا تصلي فيه"[12]

"سیدہ اُم ورقہؓ نے آپ ﷺ سے اپنی گھر میں مسجد بنانے کے اجازت چاہی، تو آپ ﷺ نے اجازت دے دی کہ گھر میں نماز پڑھنے کی جگہ بنالو"۔

تو مذکورہ حدیث میں مسجد کا ذکر موجود ہے۔ البتہ ڈاکٹر صاحب کا یہ کہنا کہ اُم ورقہؓ مردوں کی بھی امام تھیں تحقیق کے خلاف ہے، کیونکہ امام دار قطنیؒ[13] نے اس حدیث کا مصداق اور محل بیان کرکے اُلجھن کو حل کیا ہے، انہوں نے اس روایت کو مرفوع سند کے ساتھ اس طرح بیان کیا ہے:

"حدثنا أحمد بن العباس البغوي, ثنا عمر بن شبة, نا أبو أحمد الزبيري, نا الوليد بن جميع, عن أمه, عن أم ورقة, أن رسول الله صلى الله عليه وسلم «أذن لها أن يؤذن لها ويقام وتؤم نساءها»"[14]

"سیدہ اُم ورقہؓ فرماتی ہیں کہ: آپ ﷺ نے اجازت دے دی تھی کہ اس کے لیے اذان دی جائے اور اقامت کی جائے"۔

اور یہ اُم ورقہؓ اپنی عورتوں کی امامت کیا کرتی تھیں۔ علماء اصول فقہ کا قاعدہ ہے:

"کہ اگر ایک حکم میں جس کا سبب بھی ایک ہو، ایک نص مطلق ہو اور دوسرا مقید، تو مطلق کو بالاتفاق مقید پر محمول کیا جائے گا"[15]۔

تو یہاں پر سنن ابی داود کی روایت نساء کی قید سے مطلق ہے، اور دار قطنی کی روایت میں نساء کی قید موجود ہے اور حکم بھی ایک ہے تو بالاتفاق یہ معلوم ہوا کہ سیدہ اُم ورقہؓ صرف عورتوں کی امام تھیں۔ اگر [وَتَؤُمَّ نِسَاءَهَا] کو راوی کا اضافہ قرار دی جائے تو پھر بھی اس سے یہ استدلال دُرست نہیں کہ سیدہ اُم ورقہؓ مخلوط امامت کراتی تھیں، کیونکہ علماء اصول حدیث نے یہ قاعدہ لکھا ہے کہ:

"متن میں بھی ثقہ راوی کی زیادت قبول ہے جبکہ اوثق کے خلاف نہ ہو"[16]۔

یہاں پر تو ایسی مضبوط اور قوی قرائن موجود ہیں کہ اس روایت کو اسی اضافے ہی پر محمول کیا جائے، مثلاً امام بخاریؒ[وفات ۲۵۶ھ] نے سیدنا انسؓ[17] سے روایت نقل کیا ہے، کہ:

"میری دادی مُلیکہؓ نے رسول ﷺ کو اپنے گھر پر کھانے کی دعوت دی، کھانا کھانے کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا اٹھو، تمہارے گھر میں برکت کے لیے نماز پڑھ لیں، سیدنا انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی کو صاف

کر کے بچھادیا، تو رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اس پر کھڑے ہو گئے، میں نے اور ایک یتیم بچے نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی [مُلیکہ] ہم سے پیچھے اکیلی کھڑی ہو گئ، اور رسول صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی، اور پھر گئے"[18]۔

اور امام ترمذیؒ [وفات ۲۷۹ھ] نے سیدنا وابصۃ بن معبدؓ سے نقل کیا ہے کہ:

"أن رجلا صلى خلف الصف وحده فأمره النبي صلى الله عليه وسلم أن يعيد الصلاة"[19]

"ایک شخص نے پیچھے صف میں اکیلے نماز پڑھی تو آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے اس کو نماز دوبارہ پڑھنے کا حکم دیا"۔

تو اس روایت سے معلوم ہوا کہ جماعت میں مخلوط کھڑا ہونا جائز نہیں ہے، جب عورت مردوں کے ساتھ صف میں کھڑی نہیں ہو سکتی، تو پھر مردوں کی امام بن کر کس طرح جائز ہو سکتا ہے؟ جب آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نے سیدہ مُلیکہ کو اپنے پوتے اور چھوٹے یتیم بچے کے ساتھ ایک صف میں کھڑے ہونے کی اجازت نہیں دی تھی تو سیدہ اُم ورقہؓ کو مخلوط امامت کرانے کی اجازت کیسے دے دی تھی؟ اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اُم ورقہؓ کی عام اور مطلق روایت [وَتَؤُمَّ نِسَاءَهَا] کی قید سے مقید اور مخصوص ہے اور یہ اضافہ دیگر روایات کے سایے میں مقبول ہے، نیز اکثر محدثین اس عام روایت کے نقل کرتے وقت اس کو عورتوں کی امامت کے ساتھ خاص کرتے ہیں، مثلاً ابو نُعیم اصفہانی [وفات ۴۳۰ھ] اُم ورقہؓ کی امامت کے متعلق وضاحت کرتے ہیں:

"كانت تؤم المؤمنات المهاجرات"[20]

"کہ یہ مہاجرات صحابیات کی امامت کراتی تھیں"۔

اور محدث ابو بکر البیہقیؒ [وفات ۴۵۸ھ] نے اس حدیث پر یہ باب باندھا:

"باب إمامة المرأة النساء دون الرجال"[21]

"یہ باب اس بیان میں ہے کہ عورت عورتوں کی امام تو بن سکتی ہے نہ کے مردوں کے لئے"۔

جن محدثین کرامؒ نے بھی اس روایت کو نقل کیا ہے تو ان کا مقصد صرف اتنا ہے کہ عورت عوتوں کی امامت کرا سکتی ہے نہ یہ کہ اس سے مخلوط امامت پر استدلال کیا جائے ان قرائن کے ہوتے ہوئے یہ ایک باطل قسم کا استدلال تصور ہو گا۔

علامہ شمس الدین الزرکشیؒ[22] کتاب الجنائز میں عوتوں کی امامت پر بحث کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ:

"ابو بکر احمد بن محمد المروذیؒ الحنبلی [وفات ۲۷۵ھ] کے نزدیک عورت نماز تراویح میں جب کہ وہ قاریہ ہو مردوں کی امامت کرا سکتی ہیں"۔

یہ عام اصحاب کے ہاں مختار ہے، اور استدلال میں یہ روایت پیش کرتے ہیں:

"أن أم ورقة سألت رسول الله - صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ -، فقالت: إني أصلي ويصلي بصلاتي أهل داري وموالي، وفيهم رجال ونساء، يصلون بقراءتي، ليس معهم قرآن. فقال: «قدمي الرجال أمامك وقومي مع النساء، ويصلون بصلاتك"[23]

"سیدہ اُم ورقہؓ نے آپ صَلَّى ٱللَّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سے پوچھا کہ میں نماز پڑھتی ہو اور میرے ہی نماز پر میرے گھر والے اور میرے غلام نماز پڑھتے ہیں، اور ان میں مرد اور عورتیں بھی ہیں جنہوں نے قرآن کریم نہیں پڑھا ہے وہ میری قراءت

ہی پر نماز پڑھتے ہیں تو آپ ﷺ نے فرمایا: کہ مردوں کو مقدم کریں اور عورتوں کے ساتھ کھڑی ہو جائے اور تیری نماز پر [اقتدا میں] نماز پڑھے"۔

اس روایت سے استدلال کرتے ہوئے مجھے تعجب ہے علامہ الزرکشیؒ اور ذیل میں ذکر فقہاء حنابلہؒ پر کہ وہ اس روایت کو کیوں نماز تراویح کے ساتھ خاص کرتے ہیں؟ حالانکہ اس میں نفل نماز کی تخصیص کی کوئی وجہ نہیں بلکہ اس روایت کے بعض طرق میں ہے کہ ان کا ایک بوڑھا مؤذن بھی تھا، اور آذان فرض نماز کیلئے ہوتی ہے نہ کے نفل کے لئے۔

اس روایت میں یہ تصریح موجود ہے کہ سیدہ ام ورقہؓ اپنی گھر میں مرد و عورتوں کی امامت کراتی تھیں یہ نفل میں بھی ہو سکتی ہے اور فرض میں بھی جیسے کے آذان کرنے سے معلوم ہوتا ہے، اگر یہ روایت صحیح ہو تب یہ ایک استثنائی حکم ہے جو صرف سیدۃ اُم ورقہؓ کے ساتھ خاص ہے، لیکن اس روایت میں شدید ضعف ہے جس کی وجہ سے یہ قابل استدلال نہیں ہے۔ مذکورہ روایت کافی تلاش کے باجود حدیث کی اصلی مصادر و مستند کتب میں مجھے نہ مل سکی البتہ اس کو بعض فقہاء حنابلہ نے ابو بکر المروذیؒ[24] کے حوالہ سے نقل کیا ہے،، مثلاً شمس الدین الزرکشیؒ [وفات ۷۷۲ھ] نے، شرح المختصر علی الخرقی،[25] میں، ابو اسحاق ابراہیم بن محمدؒ [وفات ۸۸۴ھ] نے المبدع فی شرح المقنع،[26] میں، منصور بن یونس البہوتی الحنبلیؒ [وفات ۱۰۵۱ھ] نے، دقائق اولی النہی،[27] میں، اور ان کے درمیان بھی حدیث کے الفاظ میں اختلاف پایا جاتا ہے، زرکشیؒ کے الفاظ تو سطور بالا میں مذکور ہے، ابو اسحاق کے الفاظ یہ ہے:

"أم ورقة قالت: يا رسول الله صلى الله عليه وسلم إني أحفظ القرآن، وإن أهل بيتي لا يحفظونه، فقال: قدمي الرجال أمامك، وقومي فصلي من ورائهم"[28]

میرا خیال ہے کہ منصور بہوتیؒ نے یہی الفاظ حدیث ابو اسحاقؒ ہی سے لی ہیں، کیونکہ دونوں کے الفاظ میں صرف ایک حرف کا فرق ہے، بہوتیؒ نے فصلي کی جگہ وصلي نقل کیا ہے۔

ان فقہاءؒ نے محدث ابو بکر مروذی حنبلیؒ[29] کی مسند پر حوالہ دیا ہے، لیکن انتہائی کوشش کے باوجود یہ کتاب مجھے نہیں ملی، علامہ شمس الدین ذہبیؒ [وفات ۷۴۸ھ] ان کے متعلق لکھتے ہیں کہ:

"وہ فقہ اور حدیث کے امام اور کثیر التصانیف تھے"[30]۔

تاریخ دمشق[31] اور باقی کتب سیر و تاریخ[32] میں ان کی روایات حدیث تو جا بجا ملتے ہیں، لیکن ان میں مجھے ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت نہیں ملی اور نہ ہی ابھی تک ان کا کوئی کتاب حدیث مجھے دستیاب ہوئی البتہ، کحالہ [وفات ۱۴۰۸ھ] نے ان کے تصانیف میں،، السنن بشواھد الحدیث،، کا تذکرہ کیا ہے[33] لیکن اس میں مسند کا ذکر تک نہیں، جب تک اس روایت کی سند معلوم نہ ہو جائے، اس وقت تک اس پر پوری اور دُرست تحقیق تو مشکل ہے، لیکن میرا خیال یہ ہے کہ ان الفاظ کے ساتھ یہ روایت قرائن کے وجہ سے موضوع معلوم ہوتا ہے، اگرچہ دستیاب کتب موضاعات میں کسی نے بھی اس روایت کا موضوع ہونا بیان نہیں کیا ہے، لیکن محدثین نے وضع حدیث کے کچھ قواعد و قرائن بیان کئے ہیں۔[34] ان میں سے ایک یہ بھی ہے: جو روایت صراحت قرآن کے خلاف ہو وہ موضوع ہے[35] اور یہاں پر یہ الرِّجَالُ قَوَّامُونَ عَلَى النِّسَاءِ[36] کے خلاف ہے اس لئے کے کہ اس آیت کی تفسیر کرتے ہوئے امام شافعیؒ[37] فرماتے ہیں:

"لاتجوز إمامة المرأة الرجال"[38]

"عورتوں کی امامت مردوں کے لئے جائز نہیں"۔

اس کے علاوہ بھی ایسے شواہد موجود ہیں کہ جس سے اس کا موضع ہونا معلوم ہوتا ہے اور یہ وہ شواہد وہ روایات ہیں جس میں یہ وضاحت موجود کہ کوئی عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی۔

وہ احادیث جس میں عورت کو مردوں کی امامت سے منع کیا گیا ہے:

1) سیدنا انسؓ سے روایت ہے کہ میری دادی نے رسول ﷺ کو کھانے پر اپنے گھر بلایا تھا، کھانے کے بعد آپ نے فرمایا اٹھو تمہارے گھر میں برکت کے لئے نماز پڑھ لیں، انسؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک چٹائی کو صاف کرکے بچھادیا تو رسول اللہ ﷺ اس پر کھڑے ہوگئے، میں اور ایک یتیم بچے نے آپ کے پیچھے صف بنائی اور بوڑھی ہم سے پیچھے اکیلی کھڑی ہوگئی اور آپ ﷺ نے ہمیں دو رکعت نماز پڑھائی۔[39]

اس حدیث کی تشرح کرتے ہوئے علامہ عینیؒ [وفات ۸۵۵ھ] فرماتے ہیں:

"اس سے یہ معلوم ہوا کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی کیونکہ جب صف میں اس کی مقام بچے سے بھی پیچھے ہے تو امامت کرتے ہوئے وہ بطریق اولیٰ مقدم نہیں ہو سکتی ہے"[40]۔

2) رسول ﷺ نے فرمایا ہے کہ مردوں کی صفوں میں سے بہترین اگلی صف ہے اور بدترین صف وہ ہے جو پیچھے ہو، اور عورتوں کی صفوں میں سے بہترین صف وہ ہے جو پیچھے ہو اور بدترین وہ ہے جو آگے ہو۔[41]

3) جب عورت صف میں مردوں کے ساتھ شریک ہونا جائز نہیں، تو امام بن کر مقدم ہونا کیسے جائز ہے؟ سیدنا علی المرتضیٰؓ[42] سے روایت ہے کہ "لا تؤم المرأة" عورت امامت نہیں کرا سکتی"۔[43]

جمہور فقہاء کے نیز دیک عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی۔

فقہا احنافؒ:

حنفیہ کے نیزدیک عورت نماز میں مردوں کی امامت نہیں کرا سکتی، اور اس کو اکثر فقہا احناف نے بیان کیا ہے، مثلاً: ابوالحسن السُغدیؒ [وفات ۴۶۱ھ] لکھتے ہیں:

"ولا یجوز للنساء ان یؤمن الرجال"[44]

"عورتوں کے لئے جائز نہیں کہ وہ مردوں کی امامت کرائے"۔

امام سرخسیؒ [وفات ۴۸۳ھ] فرماتے ہیں کہ:

"اگر محدث امام نے عورت کو امامت کرنے کے لئے مقدم کیا، تو اس امام کی، عورت کی اور قوم کی نماز فاسد ہوئی، لأن المرأة لا تصلح لإمامة الرجال[45] کیونکہ عورت مردوں کی امام نہیں بن سکتی"۔

اسی طرح ابوالحسن برھان الدین لمرغینانیؒ [وفات ۵۹۳ھ] لکھتے ہیں:

"ولا یجوز للرجال أن یقتدوا بامرأة"[46]

"مردوں کے لئے جائز نہیں کہ عورت کی اقتدا کریں"۔

فقہاء مالکیہؒ:

علامہ ابن رشد مالکیؒ [وفات ۵۹۵ھ] لکھتے ہیں کہ:

"فالجمهور على أنه لا يجوز أن تؤم الرجال"[47]

"جمہور اس پر متفق ہیں کہ عورت مردوں کی امامت نہیں کر سکتی"۔

اور ابو العباس القرافی المالکیؒ [وفات ۶۸۴ھ] امامت کی شرائط بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"الثالث الذكورة"[48]

"امام کے لئے تیسری شرط مرد ہونا ہے لہذا عورت امام نہیں ہو سکتی"۔

فقہاء شافعیہؒ:

علامہ ماوردیؒ [وفات ۴۵۰ھ] لکھتے ہیں:

"قال الشافعي رحمه الله تعالى: "ولا يأتم رجل بامرأة"[49]

"امام شافعیؒ فرماتے ہیں: کہ مرد عورت کی اقتدا نہ کریں"۔

اور ابو الحسین الیمنیؒ [وفات ۵۵۸ھ] لکھتے ہیں:

"ولا يجوز أن تكون المرأة إمامًا للرجل"[50]

"جائز نہیں کہ عورت مرد کے لئے امام بن جائے"۔

فقہاء حنابلہؒ:

اور ابو القاسم الخرقی الحنبلیؒ [وفات ۳۳۴ھ] فرماتے ہیں:

"وإن صلى خلف مشرك أو امرأة أو خنثى مشكل أعاد الصلاة"[51]

"کہ اگر کسی نے مشرک یا عورت یا خنثیٰ مشکل کے پیچھے نماز پڑھ لی تو یہ نماز دوبارہ پڑے گا"۔

ابن قدامہ الحنبلیؒ [وفات ۶۲۰ھ] لکھتے ہیں:

"وأما المرأة فلا يصح أن يأتم بها الرجل بحال، في فرض ولا نافلة، في قول عامة الفقهاء"[52]

"کہ جمہور فقہاء کے نیز دیک عورت کسی حالت میں بھی مردوں کی امام نہیں بن سکتی نہ فرض میں اور نہ نفل میں"۔

حدیث اُم ورقہؓ سے استدلال کی حیثیت:

مردوں کے لئے عورت کی امامت پر سیدۃ اُم ورقہؓ کی روایت سے استدلال کرنا مندرجہ ذیل امور کی وجہ سے درست نہیں:

(الف) امامت ایک شرعی حکم ہے، اور شرعی حکم ثابت کرنے کے لئے حدیث کا صحیح ہونا ضروری ہے۔

حافظ ابن ملقنؒ [وفات ۸۰۴ھ] نوع ثالث بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

الضَّعِيف لَا يُحْتَج بِهِ فِي الْأَحْكَام والعقائد"[53]

"احکام اور عقائد میں حدیث ضعیف سے احتجاج نہیں ہو سکتی"۔

اور سیدۃ اُم ورقہؓ کی روایت ضعیف ہے، اس لئے کہ اس میں دو قسم کا اضطراب [54] پایا جاتا ہے:

1) سند میں اضطراب:

اگرچہ اس روایت کو ابو داودؒ اور ابن خزیمہؒ نے بغیر کسی جرح کی نقل کیا ہے، لیکن حافظ ابن حجرؒ [وفات ۸۵۲ھ] نے اس روایت کی چھ اسناد بیان کی ہیں اور اس میں شدید قسم کا اضطراب ہے جس کو انہوں نے یوں بیان کیا ہے:

۱) ولید بن عبد اللہ بن جمیع نے اس روایت کو لیلیٰ بنت مالک سے اور لیلیٰ بنت مالک نے اُم ورقہؓ سے۔

۲) ولید بن عبد اللہ از لیلیٰ وہ اپنی ماں اُم ورقہؓ سے نقل کرتی ہے۔

۳) ولید بن عبد اللہ بن جمیع از لیلیٰ بنت مالک از والد لیلیٰ بنت مالک از اُم ورقہؓ۔

۴) ولید بن عبد اللہ بن جمیع از جمیع [اپنے دادا] سے اور وہ اُم ورقہؓ سے۔

۵) ولید عبد الرحمن بن خلاد سے نقل کرتا ہے اور عبد الرحمن اُم ورقہؓ سے۔

۶) ولید از عبد الرحمن بن خلاد از خلاد [اپنے باپ سے] از اُم ورقہؓ۔[55]

اس روایت کی تمام اسناد کا دار مدار ولید بن عبد اللہ پر ہے اور اس کے اساتذہ کے تعین میں کافی اضطراب موجود ہے، جو اس روایت کی صحت کو مشکوک بنا دیتا ہے۔

2) متن میں اضطراب:

اس روایت کے متن میں بھی کافی اختلاف پایا جاتا ہے، سنن دار قطنی کی روایت میں اس بات کی صراحت ہے کہ سیدۃ اُم ورقہؓ صرف عوتوں کی امامت کراتی تھیں۔ اس کی متن میں [وَتَؤُمَّ نِسَاءَهَا] [56] کی قید ہے، جبکہ ابو بکر مروزیؒ کے مسند کے حوالہ سے فقہاء حنابلہ نے جو روایت نقل کیا ہے، اس میں ہے [وفیھم رجال ونساء] [57] یعنی ان کی اقتدا میں مرد اور عوتیں نماز پڑھ تے تھے۔ تو یہ اس قسم کا اضطراب واختلاف ہے کہ اس میں تطبیق انتہائی مشکل ہے، اس لئے اس روایت سے استدلال قطعاً دُرست نہیں۔

(ب) حدیث اُم ورقہؓ کی رُواۃ کی تحقیق:

اس روایت کی بنیادی راوی ولید بن عبد اللہ بن جمیع الزہری الکوفی اگرچہ صحیح مسلم کے راویوں میں سے ہیں اور اکثر علماء الرجال نے ان کو ثقہ قرار دیا ہے، لیکن محدث ابن حبانؒ [وفات ۳۵۴ھ] فرماتے ہیں: اسے بہت زیادہ غلطیاں ہو جاتی ہیں (کثیر الغلط ہے) اس لئے یہ قابل اعتماد نہیں ہے اور یحیٰ بن سعید القطانؒ [وفات ۱۹۸ھ] بھی ان سے روایت نہیں لیتے تھے۔[58]

امام حاکمؒ [وفات ۴۰۵ھ] فرماتے ہیں: اگر امام مسلمؒ اُن سے روایت نہ لیتے تو اچھا ہوتا۔[59]

امام عقیلیؒ [وفات ۳۲۲ھ] فرماتے ہیں: اس کی روایت میں اضطراب ہوتا ہے۔[60]

نیز اس روایت میں عبد الرحمن بن خلاد بھی مجہول ہے۔[61] اور ولید بن عبد اللہ کی دادی بھی مجہول ہے۔[62]

اور اسی وجہ سے امام حاکمؒ نے فرمایا ہے:

"وهذه سنة غريبة لا أعرف في الباب حديثا مسندا غير هذا"[63]

"یہ غیر مانوس سنت ہے، مجھے اس باب میں اس کے علاوہ کوئی مسند روایت معلوم نہیں"

خلاصۃ البحث:

عورتوں کے لئے امامتِ صلوٰۃ شرعی نکتہ نظر سے درست نہیں ہے۔ اس مسئلہ میں پیش کردہ روایت سے استدلال باطل اور ناقابل قبول ہے کیونکہ اس روایت میں اضطراب کا پایا جانا امر یقینی ہے، جو شرعی مسئلہ کے ثبوت کے لئے کافی نہیں۔

حواشی وحوالہ جات:

1 http://library.depaul.edu/Collections/spcaPDF/WadudAminaFA.pdfhttp://en.wikipedia.org/wiki/Amina_Wadud.

2 سیدہ ام ورقہ بنت نوفلؓ کے نسب میں اختلاف ہے، ابن سعد نے اُم ورقہ بن عبداللہ بن حارث بن عویمر انصاریہ لکھا ہے اور ابن عبد البرؒ نے قیل کے ساتھ اُورقہ بنت نوفل بھی لکھا ہے۔ ابن سعد، محمد، الطبقات: ۸/۳۳۴ ترجمہ: ۴۶۲۴ ناشر دار الکتب العلمیہ بیروت، طبع ۱۴۱۰ھ۔ ۱۹۹۰ء۔ القرطبیؒ ابن عبد البر ابو عمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب: ۴/۱۹۶۵ ترجمہ ۴۲۲۴ ناشر دار الجیل بیروت، طبع ۱۴۱۲ھ۔ ۱۹۹۲ء۔

3 سلیمان بن اشعث، ابو داود سجستانی، ان کا شمار اجل محدثین میں ہوتا ہے، ان کی ،، سنن،، صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے، حصول علم کے لئے دور دراز سفر کیے۔ ۲۰۲ھ۔ ۸۱۷ء کو پیدا ہوئے اور ۲۷۵ھ۔ ۸۸۹ء کو بصرہ میں وفات پائی۔ البرمکی ابن خلکان، ابو العباس شمس الدین احمد بن محمد [وفات ۶۸۱ھ] وفیات الاعیان: ۲/۴۰۴، دار صادر بیروت، سن طبع ۱۹۰۰ء۔

4 عبد الرحمٰن بن خلاد الانصاری، امام بخاریؒ نے آپ کو صحابہ میں ذکر کیا ہے۔ بعض نے آپ کو تابعین میں شمار کیا ہے۔ اُم ورقہؓ سے عورت کی امامت والی روایت کے مرکزی راوی ہیں۔ [حافظ ابن حجر عسقلانی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ، ۵/۱۷۴، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول ۱۴۱۵ھ]

5 السجستانی، ابو داود سلیمان بن الاشعث، سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب امامۃ النساء: ۱/۱۶۱ حدیث ۵۹۱ ناشر المکتبۃ العصریۃ بیروت۔

6 سنن ابی داود، کتاب الصلوۃ، باب امامۃ النساء: ۱/۱۶۱ حدیث ۵۹۲۔

7 ڈاکٹر محمد حمید اللہ (۱۹۰۸۔۲۰۰۲)، آپ حیدر آباد دکن میں پیدا ہوئے تھے۔ آپ ایک علمی خاندان کے چشم چراغ تھے۔ جرمنی سے پی ایچ ڈی کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد وہیں کچھ عرصہ تدریس کے شعبے سے منسلک رہیں۔ علمی دنیا میں قانون دان اور مذہبی سکالر کی حیثیت سے جانے جاتے ہیں۔ [اقبال نخت، Great Muslims of undivided India,Delihi, Kalpaz Publications.p.137]۔

8 ڈاکٹر محمد حمید اللہ، خطبات بہاولپور ص ۴۲، ناشر بیکن بکس، قذافی مارکیٹ اردو بازار لاہور۔

9 الشیبانی، یحی بن هبیرۃ ابو المظفر، اختلاف الأئمۃ العلماء، کتاب الصلوۃ، باب ما یبطل الصلاۃ: ۱/۱۳۳۔

10 مولانا گوہر رحمٰن، جامعہ تفہیم القرآن مردان (خیبر پختونخواہ) کے بانی و مہتمم تھے۔ سیاسی طور پر جماعت اسلامی سے وابسطہ رہیں۔ کچھ عرصہ کے لئے قومی اسمبلی کے ممبر رہ چکے تھے۔ [ماہنامہ الحق، دار العلوم حقانیہ، اکوڑہ خٹک، جلد ۳۸، شمارہ ۶، ۷ صفر ۱۴۴۴ھ، صفحہ نمبر ۷]

11 شیخ الحدیث مولانا گوہر رحمن، تفہیم المسائل: ج ۱ ص ۳۸۳، مکتبہ تفہیم القرآن مردان، طبع سوم۔

12 الشیبانی، ابو بکر ابن ابی عاصم احمد بن عمرو، الآحاد والمثانی، باب النساء، اُم ورقہ بنت نوفل ج ۶ ص ۱۳۹ حدیث: ۳۳۶۶، دار الرایۃ، ریاض، طبع اول ۱۴۱۱ھ۔ ۱۹۹۱ء۔

13 امام الدار قطنی، علی بن عمر بن مہدی، ابو الحسن، آپ علم حدیث کے بہت بڑے امام اور علم علل کے ماہر عالم تھے۔ بغداد کے ایک قصبے دار قطن میں پیدا ہوئے تھے اور بغداد ہی میں وفات پا گئے تھے۔ [خطیب بغدادی، تاریخ بغداد، ج ۱۲، ص ۳۴، دار الکتُب العربیہ، بیروت، (بدون تاریخ)]

14 الدار قطنی، ابو الحسن علی بن عمر البغدادیؒ، سنن الدار قطنی: ج ۲ ص ۲۱ کتاب الصلاۃ، باب ذکر الجماعۃ، حدیث ۱۰۸۴، ناشر مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، طبع اول ۱۴۲۴ھ۔ ۲۰۰۴ء۔

[15] الجويني امام الحرمين ،ابو المعالی ،عبدالملک بن عبدالله، البرهان فی أصول الفقه ج۱ص۱۵۸، اناشر دار الكتب العلمية بيروت ،طبع اول ۱۴۱۸ھ۔۱۹۹۷ء۔

[16] ابن کثیر حافظ عماالدين اسماعيل، اختصار علوم الحديث، النوع السابع عشرج٦ص۱۱، دار النشر بیروت، ط س، ن۔ د۔

[17] سیدنا انس بن مالکؓ، خزرجی، انصاری، ابو ثمامہ، جلیل القدر صحابی اور خادم رسول اللہ ﷺ تھے۔ مدینہ میں ۱۰ ق ھ۔ ٦١٢ ء کو پیدا ہوئے، بچپن میں اسلام قبول کیا اور دس سال تک آپ ﷺ کے خدمت میں رہے، بصرہ میں ۹۳ھ۔ ۷۱۲ء کو وفات پائی بصرہ میں وفات پانے والے آپ سب سے آخری صحابی ہیں۔ ابن زیدان، تہذیب تاریخ دمشق: ج۳ص ۱۴۲، دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۴۲۱ھ۔ ۱۹۹۴ء الاعلام: ج۲ص ۲۴۔

[18] البخاری، ابوعبد الله محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی الحصیر ج۱ص۸٦ حدیث ۳۸۰، ناشر دار طوق النجاۃ، طبع اول ۱۴۲۲ھ۔

[19] الترمذی، محمد بن عیسیٰ بن سورۃ، سنن الترمذی، کتاب الصلاۃ، باب ماجاء فی الصلاہ خلف الصف وحدہ، ج۱ص ۴۴۵، حدیث ۲۳۰، ناشر شرکۃ مصطفی البابی، مصر، طبع دوم ۱۳۹۵ھ۔ ۱۹۷۵ء۔

[20] الاصبهانی، ابونعیم احمد بن عبد الله، حلیۃ الأولیاء، النساء الصحابیات، ام ورقۃ، ج۲ص ٦۳، دار الکتاب العربی بیروت، سن طباعت ۱۹۷۴۔

[21] البیهقی، ابو بکر احمد بن الحسین، السنن الصغیر، کتاب الصلاۃ، باب امامۃ المرءۃ النساء، ج۱ص۲۱۵، دار النشر جامعہ الدراسات الاسلامیہ کراتشی باکستان طبع اول ۱۴۱۰ھ۔۱۹۸۹ء۔

[22] علامہ شمس الدین الزرکشی (۷۴۵ھ۔ ۷۹۴ھ) ابو عبد اللہ، مصر میں پیدا ہوئے تھے۔ ترکی الاصل تھے۔ آپ کئی مفید کتابوں کے مصنف ہیں۔ دیکھئے: زرکلی، خیر الدین، الاعلام، ج٦، ص ۲۸۳، دار العلم، للملایین، بیروت۔

[23] الزرکشی، شمس الدین محمد بن عبد الله الحنبلی، شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، ج۲ص۹۵ حدیث ۷۱۵، دار العیکان، طبع اول ۱۴۱۳ھ۔ ۱۹۹۳ء۔

[24] احمد بن محمد بن الحجاج ابو بکر المروزی الحنبلیؒ امام احمدؒ کے اجل تلامذہ میں تھے اور ان ہی سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث، فقہ میں تصانیف کی ہے، ۲۷۵ھ میں وفات پائی۔ الصفدی، صلاح الدین، الوافی بالوفیات ج۷ص ۲۵٦، دار احیاء التراث العربی بیروت، سن اشاعت ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ء۔

[25] شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، ج۲ص۹۵ حدیث ۷۱۵۔

[26] ابو اسحاق ابراهیم بن محمد، المبدع شرح المقنع، کتاب الصلاۃ، باب امامۃ الصبی البالغ ج۲ص ۸۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷ء۔

[27] البہوتی منصور بن یونس الحنبلی، دقائق أولی النهی لشرح المنتهی، کتاب الصلاۃ، فصل فی الامامۃ، ج۱ص ۲۷۵، عالم الکتب بیروت، طبع اول ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳ء۔

[28] المبدع شرح المقنع، کتاب الصلاۃ، باب امامۃ الصبی البالغ ج۲ص ۸۲، دار الکتب العلمیۃ بیروت، طبع اول ۱۴۱۸ھ۔ ۱۹۹۷ء۔

[29] احمد بن محمد بن الحجاج، ابو بکر المروزی، فقہاء حنابلہ میں سے ایک تھے اور امام احمدؒ کے جلیل القدر تلامذہ تھے، امام صاحب کے وفات تک ان کے ساتھ رہے، اور انہوں نے حدیث، فقہ میں تصانیف لکھی ہیں اور سن ۲۷۵ھ میں وفات پائی اور ان کا قبر امام احمد کے ساتھ ہے۔ الصفدی، صلاح الدین خلیل بن ایبک، الوافی بالوفیات، ج۷ص ۲۵٦، دار احیاء التراث العربی، بیروت سن طبع ۱۴۲۰ھ۔ ۲۰۰۰ء۔

[30] الذھبی، شمس الدین ابو عبد الله محمد بن احمد، العبر فی خبر من غبر: ج۱ص ۳۹٦، دار الکتب العلمیۃ، بیروت۔

[31] ابن عساکر ابو القاسم علی بن الحسن، تاریخ دمشق: ج۵ص ۳۱۷، دار الفکر، سن ۱۴۱۵ھ۔ ۱۹۹۵ء

[32] الذھبی، شمس الدین ابو عبد الله محمد بن احمد، مناقب الامام ابی حنیفہ،: ج۱ص ۴۳، لجنۃ احیاء المعارف، حیدر آباد دکن ہندوستان۔ طبع دوم سن ۱۴۰۸ھ۔ والعسقلانی، ابن حجر ابو الفضل احمد بن علی، الاصابۃ فی تمییز الصحابۃ: ج۲ص ۱۰۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول ۱۴۱۵ھ۔

[33] کحالۃ عمر بن رضا بن محمد، معجم المؤلفین، باب الھمزۃ: ج۲ص ۸۹، مکتبۃ المثنی، دار احیاء التراث العربی۔

[34] ابن کثیر ابو الفداء اسماعیل بن عمر، اختصار علوم الحدیث، النوع الحادی والعشرون: ج۱ص ۷۸، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع دوم۔

[35] اختصار علوم الحدیث، النوع الحادی والعشرون: معرفۃ الموضوع: ج۱ص ۷۸۔

[36] النساء: ۳۴۔

37 محمد بن ادریس شافعی ہاشمی، ابوعبداللہ، ۱۵۰ھ کو پیدا ہوئے، آپ شعر، لغت، ایام عرب، فقہ اور حدیث کے بہت بڑے عالم تھے، پہلا فتویٰ بیس سال کی عمر میں دیا تھا، رمضان المبارک میں ساٹھ بار قرآن ختم کرنے کا معمول تھا اور ۲۰۴ھ کو مصر میں وفات پائی الذہبی، شمس الدین، تذکرۃ الحفاظ: ج ۱ ص ۳۶۱، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ۔ زرکلی، خیر الدین بن محمود، الاعلام: ج ۶ ص ۲۶، دار العلم للملایین، طبع پانزدھم، سن ۲۰۰۲ھ۔

38 الشافعی، ابوعبداللہ محمد بن ادریس، تفسیر الامام الشافعی، تفسیر سورۃ النساء: ۳۴، ج ۲ ص ۶۰۳، دار التدمریۃ، المملکۃ العربیۃ، طبع اول سن ۱۴۲۷ھ۔ ۲۰۰۶ء۔

39 البخاری، ابوعبداللہ، محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، کتاب الصلاہ، باب الصلاۃ علی الحصیر، ج ۱ ص ۸۶، حدیث: ۳۸۰۔ دار الطوق النجاۃ، طبع اول، ۱۴۲۲ھ۔

40 العینی، بدر الدین، ابو محمد، عمدۃ القاری: ج ۴ ص ۱۱۰، دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ۔

41 القشیری، مسلم بن الحجاج، ابوالحسن، الجامع الصحیح، کتاب الصلاۃ، باب تصویۃ الصفوف: ج ۱ ص ۳۲۶، حدیث: ۱۳۲۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ۔

42 سیدنا علیؓ بن ابی طالب، ہاشمی، قریشی، آپ ﷺ کے چچازاد اور داماد تھے، چوتھے خلیفہ راشد، اور عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔ مکہ معظمہ میں ۲۳ق ھ - ۶۰۰ء کو پیدا ہوئے اور آپ کے تربیت میں رہے، ۳۵ھ کو خلیفہ منتخب ہوئے۔ ۱۷ رمضان المبارک ۴۰ھ - ۶۶۱ء کو شہادت پائی۔ القرطبی، ابن عبد البر ابو عمر یوسف بن عبداللہ، الاستیعاب فی معرفۃ الاصحاب: ترجمہ نمبر: ۱۸۶۶۔ دار احیاء التراث العربی، بیروت، ۱۳۲۸ھ الاعلام: ج ۴ ص ۲۹۵۔

43 العبسی، ابو بکر بن ابی شیبہ، المصنف: ج ۱ ص ۴۳۰، حدیث: ۴۹۵۷۔ مکتبۃ الرشد، الریاض، طبع اول، ۱۴۰۹ھ۔

44 السُغدی، ابوالحسن، علی بن الحسین بن محمد، النتف فی الفتاوی: ج ۱ ص ۲۷۔ دار الفرقان، موسسۃ الرسالۃ، بیروت، طبع دوم، ۱۴۰۴ھ۔ ۱۹۸۴ء۔

45 السرخسی، محمد بن احمد، شمس الائمۃ، المبسوط، کتاب الصلاۃ، باب الحدث فی الصلاۃ، ج ۱ ص ۱۸۰، دار المعرفۃ، بیروت، ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳ء۔

46 المرغینانی، علی بن ابی بکر بن عبد الجلیل، ابو الحسن، برھان الدین، الھدایۃ، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ: ج ۱ ص ۵۷۔ داراحیاء التراث العربی، بیروت، بدون تاریخ۔

47 ابن رُشد، محمد بن احمد، ابو الولید، بدایۃ المجتہد، کتاب الصلاۃ، باب احکام الامام الخاصۃ بہ: ج ۱ ص ۱۵۵، دار الحدیث، القاہرۃ، ۱۴۲۵ھ۔ ۲۰۰۴ء۔

48 القرافی، شہاب الدین احمد بن ادریس، ابو العباس، الذخیرۃ، کتاب الصلاۃ، فصل فی شروط الامامۃ: ج ۲ ص ۲۴۱، دار العرب الاسلامی، بیروت، طبع دوم، ۱۹۹۴ء۔

49 الماوردی، علی بن محمد، ابوالحسن، الحاوی الکبیر فی فقہ مذھب الامام الشافعی، کتاب الصلاۃ، باب اختلاف نیۃ الامام: ج ۲ ص ۳۲۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، طبع اول، ۱۴۱۹ھ۔ ۱۹۹۹ء۔

50 الیمنی، یحیی بن ابی الخیر بن سالم، ابو الحسین، البیان فی مذھب الامام الشافعی، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ: ج ۲ ص ۳۹۸، دار المنہاج، جدۃ، طبع اول، ۱۴۲۱ھ۔ ۲۰۰۰ء۔

51 الخرقی، عمر بن الحسین بن عبداللہ، ابوالقاسم، متن الخرقی علی مذھب احمد بن حنبل: ج ۱ ص ۲۹، دار الصحابۃ للتراث، طبع سن ۱۴۱۳ھ، ۱۹۹۳ء۔

52 ابن قدامہ، موفق الدین عبداللہ بن احمد، ابو محمد، المغنی، کتاب الصلاۃ، باب الامامۃ: ج ۲ ص ۱۴۶، مکتبۃ القاہرۃ، طبع سن ۱۳۸۸ھ۔ ۱۹۶۸ء۔

53 ابن الملقن، سراج الدین ابو حفص، عمر بن علی، المقنع فی علوم الحدیث، نوع ثالث: ج ۱ ص ۱۰۴، دار فواز، السعودیہ، طبع اول، ۱۴۱۳ھ۔

54 علماء حدیث کے ہاں اضطراب کا مطلب یہ ہے کہ کسی حدیث کی روایت میں راویوں کا اختلاف واقع ہو جائے، اور یہ چیز حدیث کو ضعیف بنا دیتی ہے، اگر راویوں کا اختلاف سند میں ہو تو اضطراب فی الاسناد کہلاتا ہے، اور اگر اختلاف متن میں ہو تو اضطراب فی المتن کہلاتا ہے، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر اضطراب کو رفع کیا جاسکتا ہو تو رفع ہونے کے بعد حدیث مضطرب صحیح ہو جاتی ہے اور اگر اضطراب رفع نہ ہو سکے تو حدیث ضعیف و ناقابل استدلال ہوتی ہے۔ حنیف، سراج الاسلام، ابو سلمان، معرفت علوم الحدیث: ص ۳۱۶، دار النوادر، لاہور، پاکستان، طبع چہارم، ۲۰۱۱ء۔

55 العسقلانی، ابن حجر، احمد بن علی بن محمد، ابو فضل، تھذیب التھذیب: ج ۱۲ ص ۴۸۲، ترجمہ: ۲۹۹۷، دائرۃ المعارف النظامیۃ، الھند، طبع اول، ۱۳۲۶ھ۔

56 سنن الدار قطنی: ج ۲ ص ۲۱ کتاب الصلاۃ، باب ذکر الجماعۃ، حدیث ۱۰۸۴۔

57 شرح الزرکشی علی مختصر الخرقی، ج ۲ ص ۹۵ حدیث ۷۱۵۔

[58] ابن حبان، المجروحین: ج۲ ص ۴۲۰، ترجمہ: ۱۱۳۲، دار الصمیعی، سعودی عرب، ۱۴۲۰ھ۔

[59] الحاکم، ابو عبد اللہ، المدخل الی الصحیح: ج۲ ص ۶۹۳، ترجمہ: ۳۰۳۸۔ مکتبہ العیکان، بیروت، ۱۴۰۴ھ۔

[60] العقیلی، الضعفاء الکبیر: ج۴ ص ۳۱۷۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، بدون تاریخ۔

[61] العسقلانی، ابن حجر، تہذیب التہذیب: ج۶ ص ۱۵۲۔ دار الکتب العلمیۃ، بیروت، ۱۴۱۵ھ۔

[62] العسقلانی، ابن حجر، تقریب التہذیب: ۷۸۵، ترجمہ: ۸۸۱۳۔ دار الیسر، مدینہ منورہ، ۱۴۳۰ھ۔

[63] الحاکم، ابو عبد اللہ، المستدرک: ص ۲۰۳۔ دار الکتاب العربی، بیروت، لبنان۔